بدرالدین اصلاحی

"مصدقالمابین یدیہ" کی صحیح تاویل

[۱۹ جون ۱۹۹۶ء کو "مدرستہ الاصلاح" (سرائے میر۔ ضلع اعظم گڑھ)، نیز مکتبِ فراہی کے اشاعتی ادارے "دائرۂ حمیدیہ" کے ناظم مولانا بدرالدین اصلاحی رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے اگرچہ ان دینی اداروں کے خادم اور منتظم کی حیثیت سے شہرت پائی، مگر وہ ایک صاحبِ نظر عالم اور کامیاب خطیب بھی تھے۔ جنوری ۱۹۳۶ء میں "دائرۂ حمیدیہ" کے ترجمان ماہنامہ "الاصلاح" نے جب مولانا امین احسن اصلاحی کی ادارت میں اشاعت کا آغاز کیا تو اس کے لکھنے والوں میں مولانا بدرالدین بھی شامل تھے۔ "الاصلاح" میں اُن کے جو چند مضامین شائع ہوئے، اِن میں سے ایک "مصدقالما بین یدیہ کی صحیح تاویل" کے عنوان سے نومبر ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا۔ مولانا بدرالدین اصلاحی کی یاد تازہ کرنے کے لیے یہ مضمون "عالمِ اسلام اور عیسائیت" کے قارئین کی نذر کیا جاتا ہے۔ مدیر]

یہ عجیب بات ہے کہ قرآن مجید میں جس اہم مقصد کے لیے اس جملہ کو استعمال فرمایا گیا ہے، اس کی طرف لوگوں نے بہت کم توجہ کی۔ عام طور پر اس کا ترجمہ، "اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا" کیا گیا ہے، حالانکہ جس وقت قرآن مجید نازل ہوا، اس وقت اگلی کتابوں میں قسم قسم کی تحریفات اور رنگ برنگ کی تبدیلیاں ہو چکی تھیں، اس لیے یہ کہنا کہ قرآن مجید اگلی محرّف کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان کی صحت و صداقت کی شہادت دیتا ہے، کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن مجید نے جن کتابوں کی تصدیق کی ہے، ان کے صحیح نسخے، نزول قرآن کے زمانہ میں زیادہ نہ سہی، دو ایک ضرور موجود تھے۔ تھوڑی دیر کے لیے اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اُس زمانہ میں صحف قدیمہ کے صحیح نسخے موجود تھے تو ایک پوچھنے والا پوچھ سکتا ہے کہ گذشتہ انبیاء کی تصدیق کر کے اور ان کی کتابوں کی شہادت دے کر ایک نبی اپنے دعویٰ نبوت پر کیا حجّت پیش کر سکتا ہے؟ فرض کیجیے! آج قادیان کی سرزمین سے پھر کوئی مدعی اٹھے، اور اپنی نبوت کا اس طرح پر دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں اور تمام پچھلے نبیوں پر ایمان لاتا ہوں، ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہوں تو کیا اس کا یہ اقرار اس کے دعوی نبوت پر کوئی حجت ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اس کے علاوہ یہ دعویٰ خود تحقیق طلب ہے کہ نزولِ قرآن کے زمانہ میں صحفِ قدیمہ کے اصلی نسخے موجود بھی تھے یا نہیں؟ قرآن مجید کے اشارات،

توراۃ کی تصریحات اور محققین علماء اہل کتاب کی شہادتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان صحیفوں میں قسم قسم کی تحریفات بہت پہلے ہو چکی تھیں اور عہدِ رسالت میں کوئی نسخہ صحیح توراۃ کا محفوظ نہ تھا۔ تمام شہادتوں کے پیش کرنے میں بات بہت لمبی ہو جائے گی، اس لیے اس موقعہ پر صرف قرآن مجید کی تفصیلات کو اختصار کے ساتھ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، تاکہ مسئلہ کے بعض اہم پہلو سامنے آ جائیں اور "مصدقالمابين يديه" کی صحیح تاویل آسانی کے ساتھ سمجھ میں آ سکے۔

قرآن مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب نے صحفِ قدیمہ میں چھ قسم کی تبدیلیاں کی تھیں۔

۱۔ کتاب کے الگ الگ ٹکڑے کر دیے تھے۔
۲۔ بہت سی نئی باتیں داخل کر دی تھیں۔
۳۔ بہت سی باتیں نکال دی تھیں۔
۴۔ لفظوں میں تحریف کر دی تھی۔
۵۔ بہت سی باتیں چھپا دی تھیں۔
۶۔ کتابوں کو چھوڑ کر جادو وغیرہ کی طرف مائل ہو گئے تھے۔

۱۔ قرآن مجید نے یہود کی اس شرارت کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

قل من انزل الكتب الذى جاء به موسى نوراً وهدًى للنّاس تجعلونه قراطيس تبدونها و تخفون كثيرًا (۶:۹۱)

اے پیغمبر (ان لوگوں سے پوچھ) بھلا وہ کتاب (توراہ خدا نے نہیں اتاری تو) کس نے اتاری جسے موسیٰ لے کر آئے (اور وہ) لوگوں کے لیے نور اور ہدایت ہے (اور) تم نے اس کے (الگ الگ) ورق بنا رکھے ہیں (ان میں سے جو تمہارے مطلب کے ہیں) ان کو ظاہر کرتے ہو اور بہتیرے (اوراق جو تمہارے مدعا کے خلاف ہیں ان کو) چھپاتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے توراۃ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تھے اور ان کی اس شرارت کا منشاء صرف یہ تھا کہ کتاب کا جو حصہ ان کے حق میں مفید ہو، اس کو ظاہر کریں اور جو حصہ مضر ہو یا جس سے کسی نفع کی توقع نہ ہو، اس کو چھپا دیں، یہود کی یہ عادت عام تھی۔ قرآن مجید نے ان کی اس شرارت کو بار بار بیان فرمایا ہے۔ وہ آیاتِ الٰہی کی تجارت کرتے تھے، اس لیے قدرتی طور پر وہی چیز سامنے لاتے تھے، جس کی مانگ ہو اور ان کے لیے نفع بخش تجارت ہو سکے۔ پوری توراۃ کو ظاہر کرنے سے انہوں نے ہمیشہ گریز کیا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے بھی جس وقت توراۃ طلب فرمائی تو انہوں نے

صرف چند اوراق پیش کیے، پوری کتاب سامنے نہ لائے۔

۲۔ قرآن مجید نے اس شرارت کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمناً قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم ویل لھم مما یکسبون (۲:۷۹)

پس افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھوں سے تو کتاب لکھیں، پھر (لوگوں سے) کہیں کہ یہ خدا کے ہاں سے (اتری) ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے تھوڑے سے دام حاصل کریں۔ پس افسوس ہے ان پر کہ اُنھوں نے اپنے ہاتھوں لکھا اور (پھر) افسوس ہے ان پر کہ وہ ایسی کمائی کرتے ہیں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں بہت سی نئی باتیں دنیاوی فائدوں کو حاصل کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر داخل کر دی تھیں۔

۳۔ اس شرارت کے متعلق قرآن مجید نے ان لفظوں میں خبر دی ہے۔

یحرفون الکلم عن مواضعہ و نسوا حظاً مما ذکرو بہ ولا تزال تطلع علی خائنہ منھم الا قلیلا منھم فاعف عنھم واصفح ان اللہ یحب المحسنین 0 ومن الذین قالوا انا نصٰری اخذنا میثاقھم فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمہ (۵:۱۳-۱۴)

لفظوں کو ان کی جگہ سے پھیر تے ہیں اور ان کو جو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے ایک (بڑا) حصہ بھلا بیٹھے اور (اے پیغمبر اب ان کا یہ حال ہو گیا ہے کہ) ان میں سے چند لوگوں کے سوا سب کی (کسی نہ کسی) چوری کی اطلاع تم کو ہوتی ہی رہتی ہے تو ان لوگوں کے قصور معاف کرو اور ان سے درگزر کرو کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں (اسی طرح) ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا تو جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی (وہ بھی اس میں سے بڑا حصہ بھلا بیٹھے تو اس کی سزا میں ہم نے ان میں عداوت اور کینے (کی آگ) کو روز قیامت تک بھڑکا دیا۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب نے لفظوں میں بھی تحریف کی تھی اور کتاب کے ایک معتد بہ حصہ کو اپنی بے پروائی اور قلتِ اعتناء کی وجہ سے فراموش بھی کر دیا تھا جس کی پاداش میں وہ

بد ترین سزا کے مستحق ہوئے۔

۴۔ یہود کی یہ شرارت، نہایت ہی اہم شرارت ہے، اس لیے ذرا غور سے اس پر نظر ڈالنی چاہیے۔ تحریف کے کیا معنی ہیں؟ تحریف، حرف سے مشتق ہے اور حرف کہتے ہیں طرف کو، پس تحریف کے معنی ہوئے کسی چیز کو اس کے صحیح رُخ کی طرف سے دوسرے رخ کی طرف تحویل کر دینا۔ تحریف کی دو قسمیں ہیں: تحریف معنیٰ، تحریف لفظ۔ پھر یہیں سے تحریف کی دو اور قسمیں ہو سکتی ہیں: تحریفِ کلمہ، تحریف عبارت۔ لفظوں کو اپنی جگہ پر باقی رکھ کر معانی میں ردو بدل کرنے کا نام تحریف معنوی ہے۔ تحریف لفظی کے یہ معنی ہیں کہ کسی لفظ کی جگہ پر دوسرا لفظ رکھ دیا جائے جو تلفّظ میں یا کتابت میں پہلے لفظ کے مشابہ ہو اور تحریفِ عبارت کا یہ مطلب ہے کہ عبارتوں کو اپنی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ پر اس طرح مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم بنا کر رکھ دیا جائے کہ "کتمانِ حق" کا مقصود حاصل ہو جائے۔

تحریف کی یہ تمام قسمیں یہودیوں کے صحیفوں میں موجود ہیں اور قرآنِ مجید نے ان تمام قسموں کو کھول کر بیان فرمایا ہے۔

بعض علماء اسلام کا خیال ہے کہ یہودیوں نے صرف معانی میں تحریف کی تھی، الفاظ اور ترتیب میں کوئی ردو بدل نہیں کیا تھا، لیکن حقیقت میں یہ صرف ان کا حسنِ ظن ہے۔ نیک آدمی دوسروں کو بھی نیک ہی سمجھتا ہے، اس لیے کبھی کسی کی طرف کسی معیوب بات کو منسوب کرنا گوارا نہیں کرتا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہود نے صرف معنوی تحریف پر قناعت نہیں کی، بلکہ کتاب کے لفظوں اور اس کی ترتیب کو بھی بدل دیا تھا۔ توراۃ پڑھنے والوں پر یہ حقیقت مخفی نہ ہوگی۔ اگر ان صحیفوں کے لفظوں اور ترتیبوں میں بھی تحریف نہیں ہوئی تھی تو ان کے نسخوں میں اس قدر اختلاف کیوں پایا جاتا ہے؟ محققین علماء اہل کتاب ان تمام تحریفات کا اعتراف کرتے ہیں، لیکن افسوس کہ ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے، اس لیے ہم اس کو نظر انداز کرتے ہیں اور صرف قرآن مجید کی تصریحات کے بیان پر اکتفاء کرتے ہیں۔

یہود کی اس شرارت کو قرآن مجید نے حسب ذیل لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

فبما نقضهم میثاقهم لعنتهم وجعلنا قلوبهم قسیه یحرفون الکلم عن مواضعه ونسوا حظاً مما ذکروابه (۱۳:۵)

اپنے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان کو پھٹکار دیا اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا کہ (توراۃ کے) لفظوں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور ان کو جو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے ایک بڑا حصہ بھلا بیٹھے۔

اس آیت سے پہلے آیت میثاق ہے جس میں "ایمان بالرسل" کا بیان ہے۔ جب انہوں نے

اس میثاق کو توڑ دیا تو ان پر لعنت کی گئی، ان کے دل پتھر کے ہو گئے اور وہ حق کو چھپانے کے لیے لفظوں کو ان کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ پر رکھنے لگے۔

ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا گیا ہے۔

افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلم اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون 0 واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا و اذا خلا بعضھم الی بعض قالوا اتحدّثونھم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم افلا تعقلون 0 اولا یعلمون ان اللہ یعلم ما یسرون و ما یعلنون (۲:۷۵-۷۷)

(مسلمانو!) کیا تم کو توقع ہے کہ (یہود) تمہاری بات تسلیم کرلیں گے اور ان کا حال یہ ہے کہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہو گزرے ہیں کہ کلامِ خدا سنتے تھے، پھر اس کو سمجھے پیچھے دیدہ ودانستہ کچھ کا کچھ کر دیتے تھے اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لا چکے ہیں اور جب تنہائی میں ایک دوسرے کے پاس ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جو کچھ (توراۃ میں) خدا نے تم پر ظاہر کیا ہے۔ کیا تم مسلمانوں کو اس کی خبر کیے دیتے ہو کہ (کل کو) تمہارے رب کے روبرو بات کی سند پکڑ کر تم سے جھگڑیں تو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے (لیکن) کیا ان لوگوں کو یہ بات نہیں معلوم کہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، اللہ (سب کچھ) جانتا ہے۔

سورہ نساء میں آیا ہے۔

من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا و اسمع غیر مسمع وراعنا لیّا بالسنتھم وطعنا فی الدین ولوانھم قالوا سمعنا واطعنا واسمع وانظرنا لکان خیرالھم واقوم (۴:۴۶)

(اے پیغمبر) یہود میں کچھ لوگ (ایسے بھی) ہیں جو الفاظ کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں، اور اپنی زبان مروڑ تروڑ کر، دین میں طعنے کی راہ سے سمعنا و عصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا کہہ کر تم سے خطاب کرتے ہیں اور اگر وہ سمعنا واطعنا اور اسمع و انظرنا کہہ کر خطاب کرتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی سیدھی ہوتی۔

سورہ مائدہ میں فرمایا گیا ہے۔

یایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا امنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم ومن الذین ھادوا سمّعون للکذب

سمعون لقوم اخرین لم یاتوک یحرفون الکلم من بعد مواضعہ
یقولون ان اوتیتم هذا فخذوه وان لم توتوه فاحذرو ومن یرد الله
فتنتہ فلن تملک لہ من الله شیئاً اولئک الذین لم یرد الله ان یطهر
قلوبهم لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب عظیم (۵:۴۱)
اے پیغمبر جولوگ کفر پر لپکتے ہیں ان کی وجہ سے تم آزردہ خاطر نہ ہو (یہ دو قسم کے لوگ ہیں) بعض تو ایسے منافق ہیں جو اپنے منہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کے دل (ہیں کہ مطلق) ایمان نہیں لائے۔ اور بعض یہودی ہیں جھوٹی باتوں کی کنسوئیاں لیتے پھرتے ہیں اور کنسوئیاں (بھی) لیتے پھرتے ہیں (تو) دوسرے لوگوں کے واسطے جو (ہنوز) تمہارے پاس (تک) نہیں آئے۔ الفاظ کو ان کے ٹھکانے سے بے جگہ کرتے ہیں (اور لوگوں سے) کہتے ہیں کہ (ہم جو کہتے ہیں) اگر (محمد ﷺ کی طرف سے) تم کو یہی (حکم) دیا جائے تو اس کو تسلیم کر لینا اور اگر تم کو (بعینہ) یہی حکم نہ دیا جائے (تو اس سے) احتیاط کرنا اور (اے پیغمبر) جس کو اللہ (بے دینی کی) بلا میں مبتلا رکھنا چاہے تو اس کے لیے خدا پر تمہارا کچھ بھی زور نہیں چل سکتا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا بھی ان کے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہتا، ان لوگوں کی دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لیے بڑا سخت عذاب ہے۔

"من بعد مواضعہ" پر غور کرو! ہمارے بعض علماء نے جو تحریف کے معنی، صرف معنوی تاویل کے قرار دیے ہیں، وہ اس تشریح کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن مجید کے یہ الفاظ صاف پکار رہے ہیں کہ اصل کتاب میں الفاظ ٹھیک اپنی جگہوں میں رکھے گئے تھے جہاں خدا نے چاہا تھا، لیکن اہل کتاب نے شرارت سے ان لفظوں کو ان کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہوں پر رکھ دیا۔

یرمیاہ نبی نے بھی یہود کی اس شرارت کو صاف لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

تم کیونکر کہتے ہو کہ ہم تو دانشمند ہیں اور خداوند کی شریعت ہمارے پاس ہے، لیکن دیکھ لکھنے والوں کے باطل قلم نے بطالت پیدا کی ہے۔ دانشمند شرمندہ ہوئے، وہ حیران ہوئے اور پکڑے گئے۔ دیکھ انہوں نے خداوند کے کلام کو رد کیا۔ ان میں کیسی دانائی ہے۔ پس میں ان کی بیویاں اوروں کو اور ان کے کھیت ان کو دوں گا جو ان پر قابض ہوں گے، کیونکہ وہ سب چھوٹے سے بڑے تک لالچی ہیں اور نبی سے کاہن تک ہر ایک دغا باز ہے۔ (۸:۸-۱۱)

کیا ان تشریحات کے بعد بھی اہل کتاب کے متعلق اس حسن ظن کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے کہ ان کا دامن لفظی تحریف کے بدنما دھبوں سے پاک تھا۔

۵۔ یہود کی اس شرارت کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے۔

وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا و ایای فاتقون 0 ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (۲:۴۱-۴۲)

اور اس (قرآن) پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل فرمایا ہے (اور وہ) اس (کتاب توراۃ) کا مصدق ہے جو تمہارے پاس ہے (یعنی اس کی پیشین گوئیوں کو سچا ثابت کرنے والا ہے) اور (سب سے) پہلے اس کے منکر نہ بنو اور ہماری آیتوں میں تحریف کر کے (ان) کے معاوضہ میں تھوڑی قیمت حاصل نہ کرو اور ہم ہی سے ڈرتے رہو اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو اور جان بوجھ کر حق بات کو نہ چھپاؤ۔

اس آیت میں یہود کے کتمان حق کی کوششوں کا ذکر نہایت واضح لفظوں میں موجود ہے۔

۶۔ قرآن مجید نے ان کی اس شرارت کا تذکرہ ان لفظوں میں کیا ہے۔

ولما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتوالکتب کتب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون 0 واتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملک سلیمن وما کفر سلیمن ولکنّ الشیطین کفروا یعلّمون النّاس السّحر وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت (۲:۱۰۱-۱۰۲)

اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے رسول (محمد ﷺ) آئے (اور وہ) اس کتاب (توراۃ) کی جو ان (یہود) کے پاس ہے مصدق ہیں (یعنی ان کی خبروں کو سچا ثابت کرنے والے ہیں) تو اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب (توراۃ) کو (جس میں اس رسول کی پیشین گوئی بھی ہے) ایسا پیٹھ پیچھے پھینکا کہ گویا ان کو کچھ خبر ہی نہیں اور ان کے (ڈھکوسلوں کے پیچھے پڑ گئے جن کو سلیمان کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا (پڑھایا) کرتے تھے، حالانکہ سلیمان سے کفر کی (یہ) حرکت سرزد نہیں ہوئی، بلکہ کفر شیاطین نے کیا تھا کہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے (اور اس کے علاوہ ان باتوں میں مشغول ہو گئے) جو بابل میں ہاروت ماروت فرشتوں کو پہنچائی گئی تھیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس وقت نبی موعود آیا، اور ٹھیک یہود کے صحیفوں میں لکھے ہوئے خدا کے وعدوں کے مطابق آیا تو انہوں نے اپنی کتاب پس پشت ڈال دی اور سحر وغیرہ سفلی عملیات میں منہمک ہو گئے اور انہی شیطانی تعلیمات کو پھیلانا شروع کر دیا۔ قرآن مجید کی ان تصریحات سے ثابت ہوا

کہ یہود کے صحیفوں میں قسم قسم کی تحریفات ہو چکی تھیں، کوئی کتاب بھی اپنی اصل صورت پر باقی نہیں رہ گئی تھی، اس لیے قرآن مجید یا پیغمبر اسلام ﷺ کو ان محرف کتابوں کا مصدق قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔

اس غلط فہمی کا باعث زیادہ تر یہ ہے کہ اس لفظ کی حقیقت پر کلامِ عرب کی روشنی میں غور نہیں کیا گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مصدق کے معنی تصدیق کرنے والے کے ہیں اور یہی معنی عام طور پر شائع بھی ہیں اور سچ پوچھیے تو معنی کی اسی عمومیت نے لوگوں کو مغالطہ میں بھی ڈال دیا۔ ورنہ عربی زبان میں یہ لفظ عموماً دو معنوں میں مستعمل ہے۔ ایک تصدیق کرنا یعنی کسی آدمی یا کسی بات کے سچے ہونے کی شہادت دینا، دوسرے کسی کو اس کے خیال و امید کے مطابق سچا ثابت کر دینا۔ لفظ کے اس دوسرے معنی کی طرف کم توجہ کی گئی، حالانکہ زبانِ عرب میں اس کا استعمال بھی عام ہے۔ ایک حماسی شاعر کہتا ہے۔

فدت نفسی وما ملکت یمینی فوارس صدقت فیہم ظنونی

ان سواروں پر میری جان اور مال قربان ہو جنھوں نے میرے خیالات کو جو ان کی نسبت تھے سچ کر دیا۔

قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

ولقد صدق علیہم ابلیس ظنّہ فاتبعوہ (۳۴:۲۰)

اور شیطان نے (جو) ان (لوگوں کے) بارے میں اپنی رائے (لگائی تھی) حقیقت میں (اس نے رائے کو) سچ کر دکھایا کہ یہ لوگ اسی کے پیچھے ہو لیے۔

امام رازی وغیرہ اجلہ مفسرین نے اس آیت کی تاویل میں بغیر تخصیص کے اس دوسرے معنی کی طرف بھی اشارات کیے ہیں، لیکن چونکہ ان بزرگوں نے نظمِ کلام اور مواقع آیت سے استدلال نہیں فرمایا، اس لیے ان کے نزدیک بھی حقیقت مشتبہ رہ گئی اور بات پورے طور پر نہ کھل سکی۔

قرآن مجید میں، جن مواقع پر یہ لفظ استعمال فرمایا گیا ہے، ان کے سیاق و سباق پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام جگہوں میں یہ لفظ اسی دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ آیت حقیقت میں دعوائے نبوت پر ایک اہم دلیل ہے، اس سے نبوت کا اثبات مقصود ہے۔ یہود کی محرف کتابوں کی تصدیق و شہادت مطلوب نہیں ہے، کیونکہ آنحضور ﷺ کے ظہور اور قرآن مجید کے نزول کی بشارتیں صحفِ قدیمہ میں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی تھیں، اور جس طریقہ سے بیان کی گئی تھیں ٹھیک اسی طریقہ سے آپ کا ظہور اور قرآن مجید کا نزول ہوا۔ اس لیے پیغمبر اسلام اور قرآن مجید، توراۃ کی بشارتوں کے عین مطابق اس کی خبروں کو سچا ثابت کرنے والے ہیں۔ پس اگر اہل کتاب قرآن

اور پیغمبر اسلام کی تکذیب کرتے ہیں تو یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے، پیغمبر کی نبوت میں کوئی شبہ نہیں۔ اسی حقیقت کو سورہ بقرہ میں اس طرح فرمایا گیا ہے۔

ولما جاءهم رسول من عندالله مصدق لما معهم نبذ فريق من الذين اوتوا الكتب كتب الله وراء ظهورهم كانهم لا يعلمون (۱۰۱:۲)

اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے رسول (محمد ﷺ) آئے (اور وہ) اس کتاب (توراۃ) کو جو ان (یہود) کے پاس ہے سچا ثابت کرنے والے ہیں، تو اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب (توراۃ) کو (جس میں ان رسول کی پیشین گوئی ہے ایسا) پیٹھ پیچھے پھینکا کہ گویا ان کو کچھ خبر ہی نہیں۔

یعنی جب ان لوگوں کے پاس محمد ﷺ ٹھیک توراۃ کی خبروں کے مطابق تشریف لائے تو انہوں نے خود اپنی کتاب سے روگردانی اختیار کر لی اور اس کی تمام پیشین گوئیوں کا اس طرح انکار کر دیا کہ گویا اسے جانتے ہی نہ تھے۔ اس آیت کے ذرا پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے۔

اوكلما عهدوا عهداً نبذه فريق منهم بل اكثرهم لايعلمون (۱۰۰:۲)

کیا (ان یہود نے اس قدر شرارت پر کمر باندھی ہے کہ) جب کبھی کوئی قول کر لیتے ہیں تو ان میں کا کوئی نہ کوئی فریق اس کو بالائے طاق اٹھا کر رکھ دیا کرتا ہے بلکہ ان میں سے اکثر تو ایمان ہی نہیں رکھتے۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان لانے کا عہد کر چکی تھی، لیکن وضوح حق کے بعد محض اپنی شرارتوں کی وجہ سے اس عہد کو توڑ دیا اور ایمان سے محروم رہی۔

سورہ آل عمران میں بھی آنحضور ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کے متعلق یہودیوں کا عہد مذکور ہے۔

سورہ بقرہ میں ایک دوسری جگہ قرآن مجید کے متعلق آیا ہے۔

ولما جاءهم كتب من عند الله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ماعرفوا كفروا به فلعنة الله على الكفرين (۸۹:۲)

اور جب خدا کی طرف سے ان کے پاس قرآن آیا (اور وہ) اس (کتاب توراۃ) کو جو ان کے پاس ہے سچا ثابت کرنے والا ہے اور اس سے پہلے (اسی کی توقع پر) کافروں کے مقابلہ میں اپنی فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے تو جب وہ چیز کہ جس کو جانے پہچانے ہوئے تھے آموجود ہوئی تو لگے اس سے انکار کرنے پس منکروں پر خدا کی پھٹکار۔

یعنی جب یہ کتاب ٹھیک ان وعدوں کے مطابق آئی جو ان کی کتابوں میں مذکور تھے، اور جس کی توقع پر وہ کافروں کے مقابلہ میں دعائیں مانگتے تھے کہ پیغمبر موعود ظاہر ہوں تو ہم ان کی تائید سے ان پر غالب آئیں، لیکن جس وقت یہ کتاب آ گئی اور انھوں نے ٹھیک توراۃ کے بیان کے مطابق اس کو پورا پورا پہچان بھی لیا تو صاف انکار کر گئے۔

سورہ یوسف میں آیا ہے۔

لقد کان فی قصصهم عبره لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شی ء وهدی و رحمته لقوم یومنون (۱۲:۱۱۱)

(اس میں) شک نہیں کہ عقل والوں کے لیے ان لوگوں کے حالات میں (بڑی) عبرت ہے۔ یہ قرآن کوئی بنائی ہوئی بات تو ہے نہیں، بلکہ جو (آسمانی کتابیں) اس کے سامنے (موجود) ہیں، ان کی تصدیق ہے اور اس میں ان لوگوں کے لیے جو ایمان والے ہیں ہر چیز کا تفصیلی بیان اور ہدایت اور رحمت ہے۔

اس جگہ قرآن مجید کے متعلق تصدیق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، لیکن غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اس موقعہ پر یہ لفظ اثبات قرآن کے لیے نہیں لایا گیا ہے، بلکہ محض فوائد قرآن کے اظہار کے لیے لایا گیا ہے۔ کہنا یہ ہے کہ جو کتاب تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق ہو، جس میں مومنوں کے لیے ہر چیز کا تفصیلی بیان اور ہدایت و رحمت ہو، وہ کتاب بنائی ہوئی بات، یا گھڑی ہوئی داستان کیوں کر ہو سکتی ہے۔

سورہ احقاف میں جنوں کی زبان سے بیان فرمایا گیا ہے۔

قالوا یقومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقاً لما بین یدیه یهدی الی الحق والیٰ صراط مستقیم (۴۶:۳۰)

کہنے لگے کہ بھائیو! ہم ایک کتاب سن آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے (اگلی آسمانی کتابیں جو) اس کے زمانہ میں موجود ہیں ان کے عین مطابق ہے۔ دین حق بتاتی اور سیدھا رستہ دکھاتی ہے۔

یعنی یہ کتاب بھی، دین حق کی ہدایت اور صراط مستقیم کی رہنمائی میں بالکل موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کے انداز پر ہے۔ پس جس طرح وہ حق تھی، اسی طرح یہ بھی حق ہے۔

سورۃ الصف میں آیا ہے۔

واذ قال عیسیٰ بن مریم یبنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراة ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه

احمد (٦١:٦)

اور (اے پیغمبر لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا (آیا) ہوں۔ (یہ کتاب) توراۃ جو میرے سامنے موجود ہے (میں) اس کو سچا ثابت کرنے والا ہوں (یعنی ٹھیک اس کی پیشین گوئیوں کے مطابق ہوں) اور (ایک اور) پیغمبر کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اور ان کا نام احمد ہوگا۔

عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے اپنی نبوت پر دو طرح سے استدلال کیا۔ سب سے پہلے یہ فرمایا کہ توراۃ میں بنی اسرائیل کے جس آخری پیغمبر کی بشارت دی گئی ہے، میں عین اس کے مطابق ہوں، اس لیے میری نبوت میں کس طرح شبہ کر سکتے ہو؟ اس کے بعد خاتم الانبیاء ﷺ کی بشارت سنائی۔ جس کی خوشخبری بنی اسرائیل کو بہت پہلے موسیٰؑ بھی سنا چکے تھے، اور جس سے اہل کتاب اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ اس کے بعد ہی یہ آیات آتی ہیں۔

ومن اظلم ممن افترىٰ على الله الكذب وهو يدعىٰ الى الاسلام والله لا يهدىٰ القوم الظلمين 0 يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون (٦١: ٧-٨)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا کہ اس کو اسلام کی طرف بلایا جائے اور وہ (الٹا) خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اور اللہ بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (یہ لوگ) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ تو اپنے نور کو (کامل طور پر) پھیلا کر رہے گا، گو کافروں کو بُرا ہی کیوں نہ لگے۔

اس آیت میں بے انصاف لوگوں سے اہل کتاب مراد ہیں۔ ان کو اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اس اسلام کی طرف، جس کی پیشین گوئی ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ لیکن وہ اسلام کا انکار کر کے اللہ پر بہتان باندھتے ہیں، ان سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا؟

سورہ قصص میں بھی آیا ہے۔

الذين اتينهم الكتاب من قبله هم به يومنون 0 واذا يتلىٰ عليهم قالوا امنا به انه الحق من ربنا انا كنا من قبله مسلمين (٢٨: ٥٢-٥٣)

جن لوگوں کو قرآن سے پہلے ہم نے کتاب عنایت کی وہ تو اس (قرآن) پر ایمان لے آتے ہیں اور جب ان کو قرآن سنایا جاتا ہے تو بول اٹھتے ہیں کہ ہم کو تو اس کا یقین آ گیا، کچھ شک نہیں کہ یہ برحق ہے اور ہمارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ حقیقت میں ہم تو اس (کے اترنے) سے پہلے (بھی اس کو) مانتے تھے۔

یعنی ان کی کتابوں میں پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید کا ذکر اتنی تصریح کے ساتھ موجود تھا کہ یہ دونوں چیزیں ان کے لیے بالکل جانی اور بوجھی ہوئی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب ان کو قرآن سنایا گیا تو سمجھ دار اور حق پسند لوگ اس کا انکار نہ کر سکے۔

سورہ نساء میں آیا ہے۔

یایها الذین اوتوا الکتب امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوها فنردها علی ادبارها اونلعنهم کما لعنّا اصحٰب السبت (۴:۴۷)

اے اہل کتاب (قرآن) جو ہم نے نازل فرمایا ہے اور وہ اس (کتاب) کو جو تمہارے پاس ہے، سچا ثابت کرنے والا ہے (یعنی اس کی پیشین گوئیوں کے عین مطابق ہے) اس پر ایمان لاؤ (مگر) اس سے پہلے کہ (لوگوں کے) منہ بگاڑ کر ہم الٹے ان کی گدیوں میں لگادیں یا جس طرح ہم نے اصحاب سبت کو پھٹکار دیا تھا اسی طرح ان کو بھی پھٹکار دیں۔

غور کرو اتنی شدید وعید یقیناً کسی ایسی ہی اہم نافرمانی پر ہو سکتی ہے جو ان پر پہلے سے فرض ہو چکی ہو۔ توراۃ میں یہودیوں کو صاف طریقہ سے بتا دیا گیا تھا کہ ایک نبی آخرالزماں آئے گا جو دین کو پورا کرے گا، اور احکام کے ناقابل برداشت بوجھ اور گلو گیر پھندوں کو دور کرے گا۔ جب یہ نبی آئے تو تم اس کی پیروی کرنا، لیکن جس وقت یہ نبی آیا، اور ٹھیک اگلے نبیوں کی پیشین گویوں کے مطابق آیا اور تمام صحف سماویہ کی خبروں کو سچا ثابت کرتا ہوا آیا تو اہل کتاب، باوجود علم و یقین کے اس کا انکار کر بیٹھے۔ اتنے صریح حکم کی خلاف ورزی یقیناً اتنی ہی شدید وعید کی مستحق ہو سکتی ہے۔

ان تمام تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ "مصدقا لمابین یدیہ" کی یہ تاویل کہ وہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے، کوئی جمتی ہوئی تاویل نہیں ہے۔ آیت کا زور اسی صورت میں واضح ہوتا ہے جب کہ "مصدق لما بین یدیہ" کو دعوائے نبوت پر دلیل قرار دیا جائے اور اس کی وہی تاویل کی جائے جو ہم نے سطور بالا میں عرض کی ہے۔